بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

خطبہ جمعہ

نیک عمل کی شرطیں

۱۰ جولائی ۲۰۲۶ء

خطبہ مسنونہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی برائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو — سورۃ آل عمران: ۱۰۲

اللہ کے کلام نے انسان کی سعادت کو **نیک عمل** کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب میں بار بار یہ بات پڑھتے ہیں، جیسا کہ اس کا یہ فرمانِ عالی ہے:

سورۃ النحل - آیت ۹۷

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

"جو کوئی نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت، اور وہ مومن ہو، تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے، اور ہم انہیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ ضرور دیں گے۔"

اور جیسا کہ اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے:

سورۃ الکھف - آیت ۱۰۷

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾

"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان کے لیے مہمانی کے طور پر فردوس کے باغات ہیں۔"

جیسا کہ آپ جانتے ہیں، وہ آیات جو نیک عمل کو انسان کی دنیاوی اور اخروی زندگی کی سعادت کی شرط کے طور پر بیان کرتی ہیں، بہت زیادہ ہیں، لیکن کوئی عمل نیک تب ہی ہو سکتا ہے جب اس میں دو لازمی شرطیں پائی جائیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ عمل شرعی ہو، جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مقرر کیا ہو، اس کا حکم دیا ہو اور اسے پسند فرمایا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس عمل سے صرف اللہ عزوجل کی رضا مطلوب ہو اور اس کا مقصد اللہ کا قرب اور اس کی رضا کا حصول ہو۔ چنانچہ جو شخص کسی غیر شرعی عمل کے ذریعے اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنا چاہے، وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کے عمل کو نیک قرار دیا جا سکتا ہے۔ نیکی کا معیار وہ نہیں جو انسان اپنی نادانیوں، خواہشات اور مزاج کے پیمانوں سے تصور کر لے، بلکہ نیکی صرف اللہ عزوجل کی کتاب کے معیار سے، اس کے احکام اور ہدایات کے معیار سے ہی متحقق ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ انسان جو شرعی اور نیک اعمال تو بجا لاتا ہے مگر ان سے اپنا ذاتی فائدہ چاہتا ہے، اپنی خواہشات، نادانیوں اور دنیاوی مقاصد کی تسکین چاہتا ہے، تو اس کا یہ عمل نیک نہیں بنتا، خواہ بظاہر ایسا ہی نظر آئے۔ **یہ نیت نیک عمل کو مسخ کر کے اسے برے عمل میں بدل دیتی ہے۔** اور کتنے ہی ایسے اعمال ہیں جو بظاہر نیک اعمال ہیں مگر نیت کی خرابی کے باعث فاسد اعمال میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جو کچھ میں نے آپ سے کہا، انسان کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا کے راستے پر چلتے ہوئے اسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔

اے اللہ کے بندو ! ان دونوں شرطوں میں سے زیادہ اہم دوسری شرط ہے۔ کیونکہ پہلی شرط تو نہایت واضح ہے۔ کوئی ایسا انسان نہیں جس نے اسلام کے اصولوں کو سمجھا ہو اور اللہ عزوجل کے کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی طرف کان لگایا ہو، مگر اس نے نیک اعمال کو پہچان لیا اور ان کے اور فاسد اعمال کے درمیان فرق کو واضح طور پر جان لیا۔ لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جو یہ نہ جانتا ہو کہ بے حیائی کے کام فاسد امور میں سے ہیں، ظلم فاسد امور میں سے ہے، اور دوسروں کے ساتھ برے اخلاق سے پیش آنا بھی فاسد امور میں سے ہے، اور لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جو یہ نہ جانتا ہو کہ مختلف عبادات اور وہ متعدد و متنوع نیکیاں اور اطاعتیں جن کا اللہ عزوجل کی کتاب ذکر کرتی ہے، مقبول اعمال میں سے ہیں۔ باشعور مسلمان انسان کے لیے، جو وقتاً فوقتاً اللہ عزوجل کی کتاب کی طرف کان لگاتا ہے، یہ فرق پہچاننا آسان ہے کہ اعمال میں سے کیا نیک ہے اور کیا فاسد، **لیکن زیادہ خطرناک شرط یہ ہے کہ جو عمل کیا جائے اس سے صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا کا حصول، صرف اللہ عزوجل کا قرب، اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہی مقصود ہو، اس کے سوا کچھ نہ ہو۔**

یہ دوسری شرط نہایت دشوار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نفسانی نادانیاں مداخلت کرتی ہیں، انسان کے دنیاوی مفادات مداخلت کرتے ہیں، اور دوسروں کے بارے میں انسان کے جذبات — جو اکثر کینوں کی صورت میں، اکثر عداوت اور بغض کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں — یہ سب مداخلت کرتے ہیں، اور جلد ہی یہ نیک اعمال نفس اور اس کی خواہشات کی قیادت میں چلنے لگتے ہیں، چنانچہ عمل بظاہر نیک رہتا ہے مگر نیت کی خرابی کے باعث، جو نفس میں چھپی ہوتی ہے، وہ فاسد عمل میں بدل جاتا ہے۔ اسی قسم کے لوگوں کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کلام یوں بیان کرتا ہے:

سورة ہود – آیات ١٥ تا ١٦

﴿مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

"جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی زینت کا خواہاں ہو، ہم اسے اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ اسی دنیا میں دے دیتے ہیں اور انہیں اس میں کوئی کمی نہیں دی جاتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے کچھ نہیں، اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا وہ سب برباد ہو گیا اور جو کچھ وہ کرتے رہے وہ باطل ہے۔"

اے اللہ کے بندو ! اس باریک بین کلام پر غور کرو: "جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی زینت کا خواہاں ہو۔" اللہ کے کلام نے عمل کی قسم کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس نیت کا ذکر کیا ہے جو عمل کی محرک ہے۔ فرق کو

سمجھ لو۔ اس نے یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص فاسد اعمال کرے، نہیں، بلکہ فرمایا: ”جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی زینت کا خواہاں ہو، ہم اسے اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ اسی دنیا میں دے دیتے ہیں اور انہیں اس میں کوئی کمی نہیں دی جاتی۔“ ممکن ہے وہ عمل جو وہ کرتا ہے بظاہر نیک عمل ہو، بظاہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو، لیکن درحقیقت وہ اس عمل سے صرف دنیاوی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو۔ اور لفظ ”دنیاوی زندگی“ ایک جامع اور وسیع لفظ ہے، اس میں انسان کی فطرت میں چھپی ہوئی نفسانی خواہشات شامل ہیں، اس میں نادانیاں شامل ہیں، اس میں کینوں اور دشمنیوں کی پرورش شامل ہے، اس میں بہت کچھ شامل ہے۔ چنانچہ اللہ کا کلام اس خطاب میں ہمیں خبردار کرتا ہے۔ **اعتبار نیک عمل کا بذاتِ خود نہیں بلکہ اعتبار اس بات کا ہے کہ تمہیں اس نیک عمل کی طرف کس چیز نے مائل کیا؟!** اور یہی معنی ہم اللہ عزوجل کے اس فرمان میں بھی پاتے ہیں:

سورة الكهف - آيات ۱۰۳ تا ۱۰۴

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾

”فرما دیجیے: کیا ہم تمہیں اعمال کے اعتبار سے سب سے بڑے خسارے والے لوگوں کی خبر نہ دیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیاوی زندگی میں ساری کوشش رائیگاں گئی جبکہ وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔“

ممکن ہے ان کا عمل واقعی وہ چیز ہو جسے ہم بظاہر اچھا سمجھتے ہیں، بظاہر مقبول عمل سمجھتے ہیں، اور وہ خود بھی اسے اس ظاہری صورت کی بنا پر مقبول عمل گردانتا ہے جو اس نے اختیار کی، لیکن اللہ عزوجل اسے رد کر دیتا ہے اور واپس لوٹا دیتا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ جس چیز نے اسے اس عمل کی طرف مائل کیا وہ نفسانی خواہش تھی، جس نے اسے اس عمل کی طرف مائل کیا وہ انہی نفسانی نادانیوں میں سے ایک نادانی تھی جنہیں ہم جانتے ہیں، **اور اللہ پاک ہے، وہ صرف پاکیزہ چیز ہی قبول کرتا ہے۔** اسی لیے یہ دوسری شرط ہی وہ چیز ہے جس سے بہت سے لوگ بھٹک جاتے ہیں، بلکہ شاید وہ بھٹکتے نہیں مگر ان کے نفس ان پر غالب آجاتے ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ایسے اعمال کرتے ہیں جو بظاہر اسلامی اعمال ہیں، جو بظاہر اسلام کے لیے غیرت کا اور اللہ عزوجل کی حرمتوں کے لیے غیرت کا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے غضب کا نتیجہ معلوم ہوتے ہیں، لیکن یہ سب کچھ صرف ظاہری طور پر شمار ہوتا ہے۔ لیکن جب ہم ظاہر سے باطن میں جھانکتے ہیں تو جلد ہی معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ بدل چکا ہے اور اپنی ضد میں تبدیل ہو چکا ہے۔

اے اللہ! ہمارے تمام اعمال کو نیک بنا دے اور انہیں خالص اپنی رضا کے
لیے بنا دے، اور ان میں کسی اور کا کوئی حصہ نہ رکھ۔ ہمیں دکھاوے اور نفسانی
خواہشات سے محفوظ فرما، اور ہمیں وہ توفیق عطا فرما جو تجھے پسند ہو اور جس
سے تو راضی ہو۔ آمین